Lesson 14. Al-Baqarah (Ayaat 104 - 112): Day 56 سُوْرَۃُ البَقَرَۃ کی تفسیر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ
اے لوگو	جو

اے اہل ایمان (گفتگو

اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

اٰمَنُوْا	لَا	تَقُوْلُوْا	رَاعِنَا	وَقُوْلُوا	انْظُرْنَا	وَ	اسْمَعُوْا	وَلِلْكٰفِرِيْنَ
ایمان لائے ہو	مت	کہو تم	رَاعِنَا	اور کہو تم	اُنظرنا	اور	سنو	اور واسطے کافروں کے

کے وقت پیغمبرِ اللہ سے) راعنا نہ کہا کرو۔ اُنظرنا کہا کرو اور خوب سن رکھو۔ اور کافروں کے لیے دکھ

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	مَا	يَوَدُّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ	اَهْلِ	الْكِتٰبِ
عذاب ہے	دردناک	نہیں	دوست رکھتے	وہ لوگ جو	کافر ہیں	سے	اہل	کتاب

دینے والا عذاب ہے ﴿۱۰۴﴾ جو لوگ کافر ہیں اہل کتاب یا مشرک وہ اس بات کو پسند نہیں

وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

وَ	لَا	الْمُشْرِكِيْنَ	اَنْ	يُّنَزَّلَ	عَلَيْكُمْ	مِّنْ	خَيْرٍ	مِّنْ	رَّبِّكُمْ	وَاللّٰهُ
اور	نہ	مشرکوں سے	یہ کہ	اتاری جائے	اوپر تمہارے	کچھ	بھلائی	سے	پروردگار تمہارے	اور اللہ

کرتے کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے خیر (وبرکت) نازل ہو اور اللہ تو

يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا

يَخْتَصُّ	بِرَحْمَتِهٖ	مَنْ	يَّشَآءُ	وَ	اللّٰهُ	ذُوالْفَضْلِ	الْعَظِيْمِ	مَا
خاص کرتا ہے	ساتھ رحمت اپنی کے	جس کو	چاہتا ہے	اور	اللہ تعالیٰ	صاحب فضل	بڑے کا ہے	جو کچھ

جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے ﴿۱۰۵﴾ ہم جس

نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ

نَنْسَخْ	مِنْ	اٰيَةٍ	اَوْ نُنْسِهَا	نَاْتِ	بِخَيْرٍ مِّنْهَآ	اَوْ مِثْلِهَا	اَلَمْ	تَعْلَمْ	اَنَّ
موقوف کرتے ہیں ہم	سے	آیتوں	یا بھلا دیتے ہیں اسکو	ہم لاتے ہیں	بہتر اس سے	یا مانند اسکے	کیا نہیں	جانا تونے	یہ کہ

آیت کو منسوخ کر دیتے یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں تو اُس سے بہتر یا ویسی ہی اور آیت بھیج دیتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۰۶) اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اللّٰهَ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	اَلَمْ	تَعْلَمْ	اَنَّ	اللّٰهَ	لَهٗ	مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ
اللہ	اوپر	ہر	چیز کے	قادر ہے	کیا نہیں	جانا تونے	یہ کہ	اللہ	واسطے اسکے ہے	بادشاہی	آسمانوں کی

اللہ ہر بات پر قادر ہے (۱۰۶) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آسمانوں

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (۱۰۷) اَمْ

وَالْاَرْضِ	وَ	مَا	لَكُمْ	مِّنْ دُوْنِ	اللّٰهِ	مِنْ	وَّلِيٍّ	وَّ	لَا	نَصِيْرٍ	اَمْ
اور زمین کی	اور	نہیں	واسطے تمہارے	سوائے	اللہ کے سے	کوئی	دوست	اور	نہ	مددگار	کیا

اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں (۱۰۷) کیا تم

تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ

تُرِيْدُوْنَ	اَنْ	تَسْـَٔلُوْا	رَسُوْلَكُمْ	كَمَا	سُىِٕلَ	مُوْسٰى	مِنْ قَبْلُ	وَ	مَنْ
ارادہ کرتے ہو تم	یہ کہ	سوال کرو	پیغمبر اپنے سے	جیسا	سوال کیا گیا	موسیٰ سے	اس سے پہلے	اور	جو کوئی

یہ چاہتے ہو کہ اپنے پیغمبر سے اسی طرح کے سوال کرو جس طرح کے سوال پہلے موسیٰ سے کیے گئے تھے اور جس شخص

يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (۱۰۸) وَدَّ كَثِيْرٌ

يَّتَبَدَّلِ	الْكُفْرَ	بِالْاِيْمَانِ	فَقَدْ	ضَلَّ	سَوَآءَ	السَّبِيْلِ	وَدَّ	كَثِيْرٌ
بدل ڈالے	کفر کو	بدلے ایمان کے	پس تحقیق	گمراہ ہوا	سیدھی	راہ سے	دوست رکھتے ہیں	بہت

نے ایمان (چھوڑ کر اُس) کے بدلے کفر لیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا (۱۰۸) بہت سے

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا

مِّنْ	اَهْلِ	الْكِتٰبِ	لَوْ	يَرُدُّوْنَكُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ	اِيْمَانِكُمْ	كُفَّارًا	حَسَدًا
میں سے	اہل	کتاب کے	کاش کہ	پھیر دیویں تم کو	پیچھے	ایمان تمہارے کے	کافر	حسد سے

اہلِ کتاب اپنے دل کی جلن سے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں۔

مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا

مِّنْ	عِنْدِ	اَنْفُسِهِمْ	مِّنْۢ بَعْدِ	مَا	تَبَيَّنَ	لَهُمُ	الْحَقُّ	فَاعْفُوْا
سے	نزدیک	جی اپنے کے	پیچھے اس کے	جو	ظاہر ہوا	واسطے ان کے	حق	پس معاف کرو

حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے تو تم معاف کر دو

وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾

وَاصْفَحُوْا	حَتّٰى	يَاْتِىَ	اللّٰهُ	بِاَمْرِهٖ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى	كُلِّ	شَىْءٍ	قَدِيْرٌ
اور درگزر کرو	یہاں تک کہ	لائے	اللہ	حکم اپنا	بیشک	اللہ	اوپر	ہر	چیز کے	قادر ہے

اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا (دوسرا) حکم بھیجے۔ بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے ﴿١٠٩﴾

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۗ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ

وَ	اَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَ	اٰتُوا	الزَّكٰوةَ	وَمَا	تُقَدِّمُوْا	لِاَنْفُسِكُمْ	مِّنْ
اور	قائم رکھو	نماز	اور	ادا کرو	زکوٰۃ	اور جو کچھ	آگے بھیجو گے	واسطے اپنی جانوں کے	سے

اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور جو بھلائی اپنے لیے آگے بھیج رکھو گے اس کو اللہ

خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٠﴾ وَقَالُوْا لَنْ

خَيْرٍ	تَجِدُوْهُ	عِنْدَ	اللّٰهِ	اِنَّ	اللّٰهَ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ	وَ	قَالُوْا	لَنْ
بھلائی	تم پاؤ گے	نزدیک	اللہ کے	بیشک	اللہ	اس چیز کے ساتھ کہ	کرتے ہو تم	دیکھنے والا ہے	اور	کہا انہوں نے	ہرگز نہ

کے ہاں پالو گے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے ﴿١١٠﴾ اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں

يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۗ

يَّدْخُلَ	الْجَنَّةَ	اِلَّا	مَنْ	كَانَ	هُوْدًا	اَوْ	نَصٰرٰى	تِلْكَ	اَمَانِيُّهُمْ
داخل ہوگا	جنت میں	مگر	جو کوئی	ہوگا	یہودی	یا	عیسائی	یہ ہیں	آرزوئیں ان کی

کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا کوئی بہشت میں نہیں جانے کا۔ یہ ان لوگوں کے خیالات باطل ہیں۔

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١١١﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ

قُلْ	هَاتُوْا	بُرْهَانَكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	بَلٰى	مَنْ	اَسْلَمَ	وَجْهَهٗ
کہہ	لاؤ تم	دلیل اپنی	اگر	ہو تم	سچے	بلکہ	جو شخص	سونپ دے	منہ اپنا

(اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو ﴿١١١﴾ ہاں جو شخص اللہ کے آگے گردن جھکا دے

لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

لِلّٰهِ	وَهُوَ	مُحْسِنٌ	فَلَهٗٓ	اَجْرُهٗ	عِنْدَ	رَبِّهٖ	وَلَاخَوْفٌ	عَلَيْهِمْ
واسطے اللہ کے	اور وہ	نیکی کرنے والا ہو	پس ہے واسطے اسکے	ثواب اسکا	نزدیک	اس کے پروردگار کے	اور نہیں ڈر ہے	او پر ان کے

(یعنی ایمان لے آئے) اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کا صلہ اس کے پروردگار کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کسی

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

وَ	لَا	هُمْ	يَحْزَنُوْنَ
اور	نہ	وہ	غمگین ہوں گے

طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے ﴿۱۱۲﴾

سورۃ البقرہ آیات ۱۰۴ تا ۱۱۲ ۔ ترجمہ و تفسیر

مرکزی خیال: آج کے سبق میں ہم دیکھیں گے کہ توہینِ رسالت کرنے والوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے، علم کی محفل کے آداب سیکھیں گے، دین کے احکامات لوگوں تک کیسے پہنچائیں۔ اور ناسخ اور منسوخ پر روشنی۔ آسان باتیں پہلے بتائی جائیں اور مشکل بعد میں ۔ 1st Do's & then Don'ts اور پھر اگلی بات بیکار سوال فائدے سے زیادہ نقصان، دیندار کیسے حسد کرتے ہیں۔ دوسرے لوگ جب مسلمانوں اور اسلام پر تنقید کریں تو ہم کیا کریں۔ اپنی عبادات اور تعلق باللہ کو مضبوط کریں۔ اطاعت کے جذبے کو بیدار رکھیں۔ آج کا سبق چھوٹے چھوٹے کلپس میں ہے۔ خاص بات دو آیات میں پوری ہو جاتی ہے اور اگلا موضوع شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے وقت میں برکت ڈال دے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

اے اہل ایمان! (گفتگو کے وقت پیغمبرِ خدا سے) راعنانہ کہا کرو۔ انظرنا کہا کرو۔ اور خوب سن رکھو، اور کافروں کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہے۔

یعنی نبی پاکؐ کے ساتھ تہذیب اور اَدب کے ساتھ بات کرو۔ بد تمیزی نہ کرو۔ جب بات کرنی ہو تو اچھی طرح کرو اور غور سے سنا کرو۔

پچھلی آیات میں ہم نے یہود کا تذکرہ پڑھا تو انہوں نے کہا، 'سمعناو عصینا' کہ سن تو لیں گے لیکن مانیں گے نہیں۔ وہاں ان کا قول تھا یہاں اُن کا فعل ہے۔ منافقین کا طرزِ عمل بیان ہو رہا ہے۔ یہاں اُن مسلمانوں کا تذکرہ ہے جو ابھی تک یہود کے زیرِ اثر تھے۔ جو نان مسلم کلچر سے مرعوب تھے۔ جب مسلمان بہت عرصہ نان مسلم لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں تو اُن سے influenced ہو جاتے ہیں۔ بڑی بڑی باتیں اُن کو چھوٹی لگتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک دیندار اور مسلم معاشرے میں شادی سے پہلے غیر محرم سے بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے اور نان مسلم معاشرے میں منگیتر تو ایک طرف ہر غیر محرم سے آزادنہ بات کرتے ہیں۔

نبی پاکؐ ایک استاد بھی تھے۔ آپؐ ایک لیڈر تھے۔ ایک مُربّی تھے (تربیت کرنے والے)۔ آپؐ تزکیہ کرنے والے تھے۔ لیکن کچھ لوگ جو غیر مسلمانوں میں اُٹھتے بیٹھتے تھے۔ وہ نبی پاکؐ کی توہین کرتے تھے۔۔ نبی پاکؐ کی محفلیں سب کے لئے کھلی ہوتی تھیں۔ مسلم اور غیر مسلم سب آتے تھے۔ جنگیں ہوتی تھین لیکن لوگوں کی آپس میں رشتے داریاں بھی تھیں۔ تقویٰ اُن میں تھا نہیں۔ ایسے لوگ ہدایت کے لئے نہیں آتے تھے کیونکہ ہدایت تو صرف متقین کے لئے ہے، اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ اُن کا دل نبی پاکؐ میں لگتا ہی نہیں تھا۔ اُس وقت بھی انتظار کرتے کہ اس طرح کی محفل کا تقدّس مجروح کریں۔ جیسا کہ آج کل لوگ بریک ہوتے ہی فون کرکے سہیلی سے گپ شپ کرنے لگتے ہیں۔ یا موقع ڈھونڈتے ہیں کہ تھوڑا وقت نکال کر شاپنگ ہی کرلیں۔ یا کلاس سے جان ہی چھڑوالیں۔ اس طرح کی حرکتوں سے نبی پاکؐ کی محفل کی توہین ہوتی (حالانکہ نبی پاکؐ کی محفل کا درجہ بے حد بلند ہے لیکن مثال کے لئے بات کی گئی ہے)۔ جس طرح ہماری تمام کلاسز سب کے لئے اوپن ہیں۔ جو جس نیت سے آتا ہے اُس کو وہی ملتا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ اس طرح بیٹھ کر علم حاصل کرتے کہ پرندے ان کے سروں پر آکر بیٹھ جاتے۔ اس قدر سکوت اور خاموشی ہوتی تھی۔ یہی کچھ محدّثین نے کیا۔ (جب کوئی محدّث کسی حدیث کے لئے جاتا تو اگر کسی راوی یا علم دینے والے کے قلم سے آواز آرہی ہوتی تو اُٹھ کر آجاتے کہ ہم اس سے حدیث نہیں لے سکتے کیونکہ اس کے قلم سے آواز آرہی ہے ہوسکتا ہے اس نے اُستاد کی بات صحیح طرح نہ سُنی ہو)۔

ہمارے حدیث لکھنے والوں کا یہ معیار تھا۔ اور آج ہم میں سے کوئی اُٹھ کر کہہ دے کہ تمھیں کیا پتا نبیؐ نے بات کہی یا نہیں۔ تو نبیؐ پر بات کرنا کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔

ایک تو یہود نبیؐ کی محفل میں کن سوئی یا جاسوسی کے لئے آتے تھے۔ (خبر گیری) آج بھی کچھ لوگ خود قرآن کلاس میں نہیں آتے لیکن کلاس کی باتوں کی خبر رکھتے ہیں۔ فتنے کی بات فوراً کرتے ہیں۔

ہر دور میں ایسا ہوتا ہے۔ یہود بھی موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ جیسے آج ہم کہتے ہیں۔ 'معاف کیجئے' یا 'Excuse me please' تو اُس دور میں کوئی بات سمجھ نہ آتی تو ہاتھ کھڑا کرکے کہتے تھے۔ 'راعنا' یعنی میری طرف دیکھیں یا میری طرف نظر کریں۔

اُستاد کی بات سمجھ نہ آئے تو اپنی طرف توجہ دلانے کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا تھا۔ تو یہ یہود بھی آہستہ سے کہہ دیتے رَاعِنَا۔ یعنی ہماری رعایت کریں۔ اَب اللہ کے نبیؐ کو تو پتا نہ چلتا لیکن اللہ کو یہود کی نیت پتا تھی۔ وہ جان بوجھ کر اس لفظ کو راعِی نا کہتے یعنی ہمارے چرواہے۔ 'our shepherd'

اوریہود مذاق اور مستی کرتے۔ کبھی بگاڑ کر لفظ بولتے جس کا ہیبرو میں معنی ہے کہ تو بہرا ہو جائے۔

یہاں ہمارے لئے مسئلے کا حل ہے۔ اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم رَاعِنَا کہنا ہی چھوڑ دو۔ آج اپنے اوپر لے کر دیکھیں۔ کوئی نبی پاک ؐ کی توہین کرتا تو ہم کیا کرتے۔ وہاں اُٹھ کر کلاس کی کرسیاں توڑ دیتے؟ توہینِ رسالت کے جھنڈے اُٹھا کر باہر نکل جاتے۔ ہمیں عمل کا نقطہ بتایا جارہا ہے۔ کہ آپ

وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا۔ یعنی لفظ ہی بدل دو اور نبیؐ کی بات دھیان سے سنا کرو۔ اور آگے حکم دیا جا رہا ہے کہ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

یہ کافر کون ہیں جو توہینِ رسالت کرتے ہیں۔ جو بھی توہینِ رسالت کرے گا وہ کافر ہے۔

یہاں ہمیں درس و تدریس کے آداب بتائے جا رہے ہیں۔

جب غیروں سے کوئی غلطی ہو تو اپنوں کو سنا کر غیروں کی بھی غلطی درست کر دو۔ دین کی تبلیغ میں یہ بڑا خوبصورت عمل ہے۔ کہ ڈائرکٹ تنقید کی بجائے، ہم، میں سے بات کریں۔ دوسرے کو خود سمجھ آ جاتی ہے۔

اللہ کے نبیؐ کو دل کی بات پتا نہیں چلتی تھی۔ وہ عام لوگوں کی طرح ہی سنتے تھے۔ یہاں اللہ کو اُن کی نیت کا پتا تھا۔

ٹکراؤ نہیں کرنا چاہئے۔ تنوع اچھا ہے لیکن اُلجھیں نہیں۔

اُستاد کی عزّت، ادب اور احترام لازمی ہے۔ والدین انسان کو آسمان سے دُنیا پر لانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اور اُستاد زمین سے اوپر لے کر جاتے ہیں۔ (روحانی طور پر) یہ ایک سکالر کا قول ہے۔

علم کی محفل میں فوکسڈ رہنا چاہئے۔ پوری توجہ سے بیٹھیں۔

طالب علم تازہ دم ہو کر آئے۔ سلیقے اور قرینے سے مکمل تیاری کے ساتھ کلاس میں آئے۔

انسان کو کوشش کرنی چاہئے کہ اگر کبھی کوئی نبی پاکؐ کے بارے میں بات کرے تو بات کو غیر سنجید گی سے نہ لیں۔

کلاس کا ماحول اس طرح کا رکھیں کہ سب آرام سے آکر بیٹھ سکیں اور مسلم و غیر مسلم سب کے لئے دعوت عام ہو۔ (ہم تو غیر مسلک والوں کو نہیں بیٹھنے دیتے۔ مسجد کے باہر لکھ کر رکھا ہوتا ہے)

والدین خلق کے ذمے دار ہیں یعنی جسمانی نشو و نما کے اور اُستاد خُلق کے یعنی اخلاق کے۔

عبرانی زبان میں راعنا۔ او احمق، او جاھل، او بیو قوف کے معنی میں آتا ہے۔ دیکھ لیں دل کی بات زبان پر آ ہی جاتی ہے۔

اگر کسی نے اُستاد سے بات پوچھنی ہو تو اونچی آواز سے بلانا ایک ناپسندیدہ عمل ہو گا۔ یہ اَدب کے خلاف ہے۔ تمیز سے بات کرنی چاہئے۔

راعنا لفظ سن کر یہ نہ سوچیں کہ چرواہا ہی تو کہا ہے پھر کیا ہُوا؟ لیکن سورۃ نساء میں آیا ہے؛

اور یہ جو یہودی ہیں ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو ان کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نہیں مانا اور سنیئے نہ سنوائے جاؤ اور زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے (تم سے گفتگو) کے وقت راعنا کہتے ہیں اور اگر (یوں) کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور (صرف) اسمع اور (راعنا کی جگہ) انظرنا (کہتے) تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی بہت درست ہوتی لیکن خدا نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے تو یہ کچھ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں۔

یہ سب کوئی کیوں کرتا ہے، جب کسی کے بارے میں دل میں بغض ہوتا ہے تو اس کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔